صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 04, Issue 02 (April-June 2025)

ضلع راجن پور کے تعلیمی اداروں میں تدریس قران کے عملی مسائل اور اصلاحی حکمت عملی:ایک تجزیاتی مطالعہ

Practical Issues in Qur'anic Education and Reform Strategies in the Educational Institutions of District Rajanpur: An Analytical Study

Sajjad Hussain
PhD Scholars, Department of Islamic Studies, Superior University Lahore
su94-phisw-f24-012@superrior.edu.pk

Dr. Hafiz M. Mudassar Shafique
Assistant Professor, Faculty of Arts and Humanities, Department of Islamic Studies, (CAKCCIS), Superior University, Lahore.
mudassar.shafique@superior.edu.pk , mudassaraarbi@gmail.com

ABSTRACT:

The teaching of the Qur'an plays a vital role in the moral, spiritual, and educational development of Muslim students. In Rajanpur, a socio-economically marginalized district of Southern Punjab, the process faces serious challenges. This study critically analyzes the current state of Qur'anic education in local institutions, exploring strengths, shortcomings, and prospects for reform. Although the Government of Punjab has made Qur'anic education compulsory, implementation in underdeveloped areas like Rajanpur is hindered by weak infrastructure, socio-economic hardships, and lack of resources. Using a qualitative approach, including field observations, document analysis, and interviews, the research highlights the lived realities of students, teachers, and community members. Key findings reveal that the curriculum is mostly limited to recitation and translation, with little focus on practical application. Teacher competency is another challenge, as many lack training in pedagogy, tajweed, and modern teaching techniques. Resource scarcity, unreliable electricity and internet, and absence of audiovisual tools further weaken the learning process. Student disengagement, monotonous methods, and passive parental involvement also diminish the impact. Financial constraints prevent recruitment of qualified teachers and development of effective programs. Despite these shortcomings, the study identifies strong potential for reform. Improvements

can be achieved through curriculum revision to emphasize moral lessons and practical applications, teacher training in Qur'anic pedagogy, integration of affordable digital resources, and active community participation. The research concludes that while Qur'anic teaching in Rajanpur suffers from systemic flaws, targeted reforms can transform it into a meaningful and holistic educational process. With proper policies, training, and community support, Qur'anic education can nurture a generation grounded in ethical, spiritual, and social values.

KEYWORDS: *Qur'anic Education, Rajanpur, Pedagogy, Curriculum, Teacher Training, Technology, Community Involvement, Educational Challenges*

مقدمہ:

تعارف اور پس منظر

قرآنِ حکیم کی تعلیم ہر مسلمان کے لیے بنیادی اور لازمی حیثیت رکھتی ہے۔ ابوالحسن ندوی کے مطابق قرآن کو محض نصابی درجہ دینے کے بجائے اس کی فکری اور عملی رہنمائی کو بھی تعلیم میں شامل کیا جانا چاہیے۔ تعلیمِ قرآن کا مقصد صرف حروف کی تلاوت یا حفظ نہیں بلکہ اس کے معانی، مطالب اور پیغام کو سمجھنا اور عملی زندگی میں اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ پاکستان کے آئین میں بھی قرآن و سنت کی تعلیم کو قومی نصابِ تعلیم کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں میں بالخصوص "تدریسِ قرآن" ایک سرکاری اور تعلیمی ذمہ داری کے طور پر رائج ہے۔ اس سلسلے میں مختلف ادوار میں حکومتِ پنجاب نے اقدامات کیے ہیں تاکہ نصاب میں قرآنِ مجید کی تعلیم کو لازمی حیثیت دی جا سکے اور طلبہ کو نہ صرف تلاوت بلکہ ترجمہ و فہمِ قرآن کی تعلیم بھی فراہم کی جا سکے۔[1]

ضلع راجن پور، جو کہ پنجاب کے جنوبی حصے میں واقع ہے، جغرافیائی طور پر ایک پسماندہ علاقہ شمار ہوتا ہے۔ اس ضلع کی سرحدیں بلوچستان اور سندھ سے ملتی ہیں اور یہ مختلف ثقافتی و سماجی تنوع کا حامل ہے۔ یہاں کی آبادی زیادہ تر دیہی علاقوں پر مشتمل ہے، جہاں تعلیمی سہولیات محدود ہیں۔ خواندگی کی شرح پنجاب کے دیگر اضلاع کے مقابلے میں کم ہے اور تعلیمی اداروں کو بنیادی سہولیات کی کمی جیسے مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ ان حالات میں تدریسِ قرآن کے نفاذ اور اس کے معیار کا جائزہ خاص طور پر اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔

راجن پور میں تعلیمی ادارے دو بڑی اقسام پر مشتمل ہیں: سرکاری ادارے اور نجی تعلیمی ادارے۔ سرکاری اسکولوں میں نصابِ قرآن حکومتِ پنجاب کی پالیسی کے مطابق پڑھایا جاتا ہے، جبکہ نجی اداروں میں بعض اوقات اس نصاب کو مختلف انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ تدریسِ قرآن کے حوالے سے یہاں ایک بڑا مسئلہ تربیت یافتہ اور ماہر اساتذہ کی کمی ہے۔ اکثر اساتذہ کے پاس قرآنِ حکیم کی صرف ناظرہ تعلیم ہوتی ہے، مگر وہ ترجمہ اور تفسیر کے حوالے سے مطلوبہ مہارت نہیں رکھتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ طلبہ صرف قراءت تک محدود رہ جاتے ہیں اور قرآنِ حکیم کا فہم ان کے لیے ایک مشکل امر بن جاتا ہے۔

---

[1] ۔ حکومتِ پنجاب، قانون برائے لازمی تدریسِ قرآنِ حکیم، 2018ء (لاہور: حکومتِ پنجاب، 2018)۔

علاقے کی سماجی و معاشی پسماندگی بھی تدریسِ قرآن کے معیار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اکثر والدین تعلیم کے حوالے سے اتنی بیداری نہیں رکھتے کہ اپنے بچوں کو فہمِ قرآن کی طرف مائل کریں۔ مزید یہ کہ بعض اوقات اسکولوں میں سہولیات کی کمی، اساتذہ کی غیر حاضری، یا نصابی مواد کی عدم دستیابی جیسے مسائل تدریسِ قرآن کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ صورتحال اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ قرآنِ حکیم کی تعلیم کو صرف حکومتی پالیسی کے بل بوتے پر فروغ دینا کافی نہیں بلکہ والدین، اساتذہ، اور معاشرتی اداروں کے باہمی تعاون کی بھی اشد ضرورت ہے۔

مزید برآں، آج کے ڈیجیٹل دور میں تدریسِ قرآن کو جدید تعلیمی ذرائع کے ساتھ ہم آہنگ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اگرچہ راجن پور جیسے پسماندہ اضلاع میں بجلی اور انٹرنیٹ کی کمی ایک بڑی رکاوٹ ہے، تاہم سادہ اور کم خرچ تعلیمی وسائل جیسے آڈیو ریکارڈنگز، آف لائن ویڈیوز، اور موبائل ایپلیکیشنز کو استعمال میں لا کر تدریسِ قرآن کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اساتذہ کے لیے تربیتی ورکشاپس اور کمیونٹی کی شمولیت نہ صرف طلبہ کے فہمِ قرآن کو بہتر بنا سکتی ہے بلکہ انہیں عملی زندگی میں قرآنی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے میں بھی مددگار ثابت ہو گی۔

اس پس منظر میں یہ ضروری ہے کہ ضلع راجن پور میں تدریسِ قرآن کی موجودہ کیفیت کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے۔ اس سے یہ واضح ہو سکے گا کہ سرکاری پالیسیوں کے عملی نفاذ میں کہاں مشکلات درپیش ہیں، اساتذہ اور طلبہ کس نوعیت کے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں، اور کس طرح تدریسِ قرآن کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اس تحقیقی و تنقیدی مطالعے کے ذریعے نہ صرف ضلع راجن پور کی تعلیمی ضروریات اور مسائل اجاگر ہوں گے بلکہ یہ دیگر پسماندہ اضلاع کے لیے بھی ایک مثال فراہم کرے گا۔

پنجاب میں تدریسِ قرآن کا قانونی و پالیسی فریم ورک

پاکستان کے قیام کے بعد سے ہی قرآن و سنت کی تعلیم کو قومی تعلیمی نظام کا بنیادی حصہ بنانے پر زور دیا گیا۔ آئینِ پاکستان 1973ء میں واضح طور پر درج ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنا ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے اور حکومت کو اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ تعلیمی اداروں میں قرآنِ حکیم کی تعلیم لازمی طور پر دی

جائے۔ اسی تناظر میں پنجاب حکومت نے مختلف ادوار میں تعلیمی پالیسیوں اور اصلاحات کے ذریعے تدریسِ قرآن کے نفاذ کے لیے اقدامات کیے۔[2]

پنجاب حکومت نے 2018ء میں "Compulsory Teaching of the Holy Quran Act" کے تحت یہ لازمی قرار دیا کہ صوبے کے تمام اسکولوں میں قرآنِ حکیم بطور نصاب شامل ہو گا۔ اس قانون کے مطابق پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک طلبہ کو ناظرہ قرآن پڑھایا جائے گا جبکہ چھٹی سے بارہویں جماعت تک ترجمہ کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تعلیم دی جائے گی۔ اس پالیسی کا مقصد طلبہ کو قرآنِ حکیم کے ساتھ براہِ راست تعلق قائم کرانا اور انہیں اس کی فہم اور عملی اطلاق کی طرف مائل کرنا تھا۔[3]

ضلع راجن پور میں اس قانون کے نفاذ کی صورتحال کچھ مختلف اور چیلنجز سے بھری ہوئی ہے۔ ایک طرف سرکاری ادارے اس قانون پر عمل درآمد کے پابند ہیں، لیکن سہولیات کی کمی، اساتذہ کی کمی اور طلبہ کے غیر مساوی تعلیمی پس منظر کے باعث تدریسِ قرآن اپنے مقاصد کو پوری طرح حاصل نہیں کر پاتی۔ بہت سے اسکولوں میں قرآنِ حکیم کے ماہر اساتذہ موجود نہیں، اور عام اساتذہ کو یہ اضافی ذمہ داری دی جاتی ہے جن کے پاس مطلوبہ تربیت نہیں ہوتی۔ نتیجتاً تدریسِ قرآن محض رسمی یا سطحی سطح تک محدود رہ جاتی ہے۔

اس پالیسی فریم ورک کے مطابق کتبِ نصاب کی فراہمی بھی ایک اہم پہلو ہے۔ حکومتِ پنجاب نے قرآنِ حکیم کا نصاب اور ترجمہ مرتب کیا، مگر ضلع راجن پور جیسے پسماندہ علاقوں میں ان کتب کی بروقت فراہمی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کئی اسکولوں میں طلبہ کو مکمل نصابی مواد دستیاب نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے تدریس کا عمل متاثر ہوتا ہے۔[4]

مزید برآں، اس قانون میں نصاب کے معیار کی نگرانی اور اساتذہ کی تربیت کے لیے ضابطہ کار بھی طے کیے گئے، مگر ضلع راجن پور میں ان پر مؤثر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اکثر اساتذہ کے لیے ریفریشر کورسز یا تربیتی ورکشاپس کا انعقاد نہیں کیا جاتا، جس کے باعث وہ جدید اور بہتر تدریسی طریقے استعمال کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

---

[2] ۔ تعلیمی اداروں میں قرآن کریم کی تعلیم اور پنجاب اسمبلی کی قرارداد"، روزنامہ پاکستان (لاہور)، 29 مارچ 2012۔

[3] ۔ حکومتِ پنجاب، قانون برائے لازمی تدریسِ قرآنِ حکیم، 2018ء (لاہور: حکومتِ پنجاب، 2018)۔

[4] ۔ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، نوٹیفکیشن: نصابِ ناظرہ قرآن (درجات اول تا پنجم) اور ترجمہ قرآن (درجات ششم تا بارہویں) (لاہور: PCTB، 2021)۔

قانونی و پالیسی فریم ورک کے تحت اگرچہ تدریسِ قرآن کو صوبائی سطح پر یکساں طور پر نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن راجن پور جیسے پسماندہ اضلاع میں زمینی حقائق اس پالیسی کے اہداف سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتے۔ ایک طرف سرکاری پالیسی قرآنِ حکیم کے فہم اور عمل کو یقینی بنانے کا عزم رکھتی ہے، لیکن دوسری طرف عملی رکاوٹیں اس مقصد کو کمزور کر دیتی ہیں۔

اس تنقیدی جائزے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ راجن پور جیسے اضلاع میں پالیسی پر عمل درآمد کے لیے اضافی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ان میں اساتذہ کی خصوصی تربیت، نصابی مواد کی بروقت فراہمی، والدین اور کمیونٹی کی شمولیت، اور تدریسِ قرآن کے لیے علیحدہ ماہر اساتذہ کی تعیناتی شامل ہیں۔ اگر ان پہلوؤں پر توجہ دی جائے تو قانونی اور پالیسی اقدامات حقیقی معنوں میں موثر ثابت ہو سکتے ہیں اور قرآنِ حکیم کی تعلیم محض رسمی سطح سے بڑھ کر عملی سطح پر طلبہ کی زندگیوں کو متاثر کر سکے گی۔

ضلع راجن پور کے تعلیمی اداروں کی موجودہ صورتحال

ضلع راجن پور پنجاب کے جنوبی حصے میں واقع ایک پسماندہ ضلع ہے جو تعلیمی لحاظ سے ہمیشہ سے خاص توجہ کا محتاج رہا ہے۔ یہاں کے تعلیمی اداروں کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ سرکاری اور نجی دونوں سطحوں پر تعلیمی ادارے موجود ہیں، مگر ان اداروں کو بہت سے مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہے، جن کا براہِ راست اثر تدریسِ قرآن سمیت دیگر مضامین پر بھی پڑتا ہے۔

ضلع راجن پور کے زیادہ تر تعلیمی ادارے دیہی علاقوں میں واقع ہیں جہاں سہولیات کی کمی نمایاں ہے۔ بجلی، صاف پانی، مناسب فرنیچر، اور تعلیمی آلات جیسے بنیادی وسائل اکثر اسکولوں میں موجود نہیں ہوتے۔ ان مسائل کی وجہ سے تعلیمی ماحول طلبہ کی دلچسپی کو کمزور کرتا ہے۔ تدریسِ قرآن کے حوالے سے بھی یہی صورتحال ہے، کیونکہ جب طلبہ کو بنیادی تعلیمی سہولیات میسر نہ ہوں تو قرآنِ حکیم کی تعلیم و تربیت کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

اساتذہ کی کمی اور ان کی قابلیت بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ راجن پور کے اسکولوں میں اکثر ایک ہی استاد کو کئی مضامین پڑھانے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ تدریسِ قرآن کو مطلوبہ وقت اور توجہ نہیں دے پاتے۔ مزید یہ کہ قرآنِ حکیم کے فہم اور ترجمے کے حوالے سے ماہر اساتذہ کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اکثر اساتذہ کے پاس صرف ناظرہ قرآن کی تعلیم ہوتی ہے لیکن وہ ترجمہ اور تفسیر کے میدان میں مطلوبہ

مہارت نہیں رکھتے۔ نتیجتاً طلبہ صرف تلاوت تک محدود رہ جاتے ہیں اور قرآنِ حکیم کے فہم سے محروم رہتے ہیں۔[5]

نجی تعلیمی ادارے، اگرچہ سہولیات اور انتظامی لحاظ سے کچھ بہتر ہیں، مگر وہاں بھی قرآنِ حکیم کی تدریس زیادہ تر رسمی سطح تک محدود ہے۔ بعض نجی اسکول جدید نصاب پر زیادہ زور دیتے ہیں اور تدریسِ قرآن کو ضمنی یا اختیاری درجہ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے طلبہ میں قرآنِ حکیم کی تعلیم ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔

طلبہ کی دلچسپی اور ان کے والدین کی بیداری بھی ایک اہم پہلو ہے۔ راجن پور کے بہت سے والدین خود تعلیمی پس منظر نہیں رکھتے، اس لیے وہ اپنے بچوں کی تدریسِ قرآن پر خصوصی توجہ نہیں دے پاتے۔ اس کے برعکس کچھ خاندان اپنے بچوں کو صرف مساجد یا دینی مدارس میں قرآن سکھوانے پر اکتفا کرتے ہیں اور اسکول کے نصاب میں شامل تدریسِ قرآن کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اس دوہرے رویے کی وجہ سے طلبہ میں قرآنِ حکیم کے فہم اور عمل کی یکسانیت پیدا نہیں ہو پاتی۔

مزید یہ کہ اسکولوں میں نصابی کتابوں کی فراہمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اکثر تعلیمی اداروں میں قرآنِ حکیم کے ترجمے کے ساتھ نصاب کی کتابیں بروقت دستیاب نہیں ہوتیں، جس کی وجہ سے اساتذہ اور طلبہ تدریس کے عمل میں مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔

ان تمام چیلنجز کے باوجود یہ بات خوش آئند ہے کہ تدریسِ قرآن کی قانونی اور پالیسی سطح پر موجودگی نے ایک بنیادی ڈھانچہ فراہم کر دیا ہے۔ تاہم ضلع راجن پور میں اس ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے لیے عملی اقدامات ناگزیر ہیں، جیسے کہ ماہر اساتذہ کی تعیناتی، تعلیمی سہولیات میں اضافہ، والدین کی آگاہی مہمات، اور نصابی کتب کی بروقت فراہمی۔ ان اصلاحات کے بغیر تدریسِ قرآن کا مقصد صرف رسمی تعلیم تک محدود رہے گا اور قرآنِ حکیم کا اصل پیغام طلبہ کی زندگیوں میں نافذ نہیں ہو سکے گا۔

---

[5] ۔ مشتاق رضوی، "راجن پور کے تعلیمی مسائل"، روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 21 فروری 2021، [online]، دستیاب: https://www.nawaiwaqt.com.pk/21-Feb-2021/1301394۔

ضلع راجن پور کے سرکاری سکولوں کی تعداد کا چارٹ

تحصیل	ہائر سیکنڈری (لڑکے)	ہائر سیکنڈری (لڑکیاں)	ہائی (لڑکے)	ہائی (لڑکیاں)	ایلیمنٹری (لڑکے)	ایلیمنٹری (لڑکیاں)	پرائمری (لڑکے)	پرائمری (لڑکیاں)	مجموعہ
راجن پور	2	3	10	19	15	18	151	143	361
جام پور	1	4	16	23	10	21	155	132	362
روجھان	2	1	2	12	4	7	89	25	142
مجموعہ	5	8	28	54	29	46	395	300	865
کل مجموعہ	13		82		75		695		865

تحصیل وار شرح خواندگی (2023 مردم شماری کے مطابق)

1۔ تحصیل راجن پور

کل خواندگی: 41.38٪

مردانہ: 49.09٪

زنانہ: 33.40٪

2۔ تحصیل جام پور

کل خواندگی: تقریباً 38.07٪

(مردانہ / زنانہ کے تفصیلی اعداد فی الحال دستیاب نہیں

3۔ تحصیل روجھان

کل خواندگی:20.98٪

مردانہ:28.18٪

زنانہ:13.04٪

تحصیل وار آبادی- ضلع راجن پور(Population, Tehsils, Census-2023)

1۔ تحصیل راجن پور(Rajanpur Tehsil)

مجموعی آبادی:853,192

جس میں شہری آبادی:310,659(36.41٪)

دیہی آبادی:542,533(63.59٪)

2۔ تحصیل جام پور(Jampur Tehsil)

کل آبادی:1,012,039

دیہی:707,346(69.89٪)

شہری:304,693(30.11٪)

3۔ تحصیل روجھان(Rojhan Tehsil)

کل آبادی:474,077

دیہی:403,140(96.65٪)

شہری:15,871(3.35٪)

ضلع راجن پور کی جغرافیائی سرحدیں(Geo

ضلع راجن پور کی جغرافیائی سرحدیں(Geographical Boundaries)کچھ یوں ہیں:

شمال:(North)

ضلع ڈیرہ غازی خان(پنجاب)

جنوب:(South)

صوبہ سندھ کا ضلع گھوٹکی

مشرق:(East)

دریائے سندھ

اس کے پار ضلع رحیم یار خان اور کچھ حصہ ضلع مظفر گڑھ

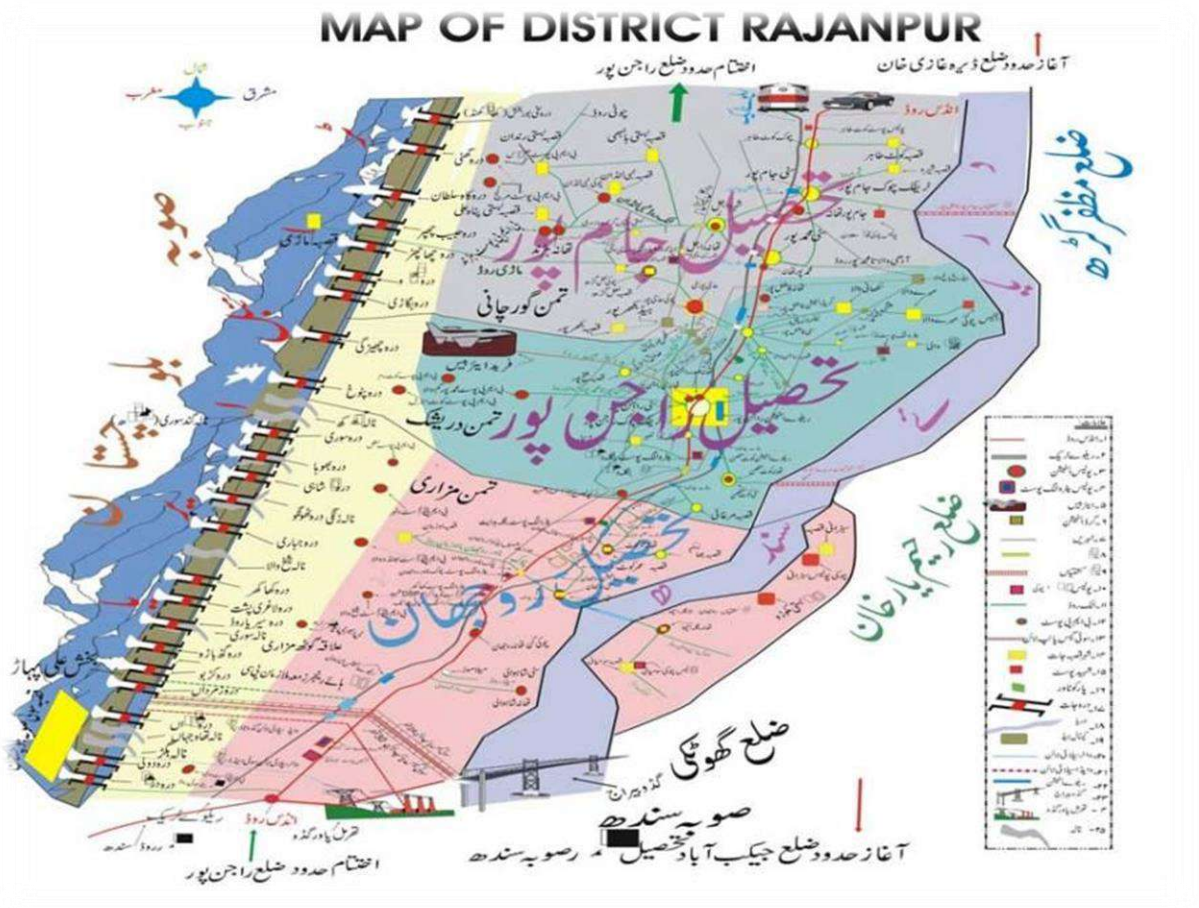
مغرب:(West)

سلیمان رینج (پہاڑی سلسلہ کوہِ سلیمان)

اس کے پار صوبہ بلوچستان کے اضلاع ڈیرہ بگٹی اور کوہلو

اور کچھ سرحد صوبہ خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقوں سے بھی ملتی ہے

◆ اس طرح ضلع راجن پور ایک خاص جغرافیائی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ واحد ضلع ہے جو بیک وقت تین صوبوں (پنجاب، سندھ، بلوچستان) سے جڑا ہوا ہے، جبکہ مشرقی طرف اس کی قدرتی سرحد دریائے سندھ ہے اور مغرب میں بلند و بالا کوہِ سلیمان واقع ہیں۔



نصابِ قرآن کی ساخت اور مواد کا تجزیہ

قرآنِ حکیم کی تدریس کے مؤثر اور بامقصد ہونے کے لیے نصاب کی ساخت اور اس کے مواد کا جامع تجزیہ نہایت ضروری ہے۔ نصاب کسی بھی تعلیمی عمل کی بنیاد ہوتا ہے، جو طلبہ کی علمی، فکری اور اخلاقی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں میں حکومت نے قرآنِ حکیم کی تعلیم کو مرحلہ وار نصاب کا حصہ بنایا ہے تاکہ طلبہ قرآن کی صرف تلاوت تک محدود نہ رہیں بلکہ اس کے معانی، مفاہیم اور پیغام کو بھی سمجھ سکیں۔[6]

ضلع راجن پور کے تعلیمی اداروں کے پس منظر میں جب نصابِ قرآن کا جائزہ لیا جاتا ہے تو کئی اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔ پہلا پہلو یہ ہے کہ نصابِ قرآن کی ساخت کو مختلف جماعتوں کے طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ پرائمری سطح پر زیادہ تر توجہ قرآنِ حکیم کی ناظرہ تلاوت پر دی جاتی ہے، تاکہ بچے حروف و تجوید کے ساتھ قرآن پڑھ سکیں۔ مڈل اور سیکنڈری سطح پر ترجمہ و تشریح کے کچھ حصے شامل کیے گئے ہیں تاکہ طلبہ قرآن کے بنیادی مضامین کو سمجھ سکیں۔ تاہم عملی طور پر دیکھا جائے تو راجن پور جیسے پسماندہ علاقے میں یہ ترتیب اتنی مؤثر ثابت نہیں ہو رہی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اساتذہ کی کمی اور وسائل کی عدم دستیابی کے باعث نصاب اپنی اصل روح کے مطابق نافذ نہیں ہو پاتا۔

دوسرا اہم پہلو نصاب کے مواد کی مناسبت ہے۔ اگرچہ نصاب میں بنیادی عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاشرتی احکام سے متعلق آیات کو منتخب کیا گیا ہے، مگر ان آیات کی تشریح اور وضاحت اکثر نصابی کتابوں میں محدود یا سرسری انداز میں کی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ طلبہ آیات کو رٹ لیتے ہیں مگر ان کے عملی مفہوم اور زندگی میں اطلاق کو نہیں سمجھ پاتے۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ نصابِ قرآن میں جدید تعلیمی تقاضوں اور عصری تقابل کا فقدان پایا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں نوجوان نسل کو ایسے نصاب کی ضرورت ہے جو قرآنِ حکیم کی تعلیمات کو موجودہ سائنسی، سماجی اور اخلاقی

---

[6] ۔ تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن کے لوازمات"، روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 2 فروری 2024، [online]، دستیاب: https://www.nawaiwaqt.com.pk/02-Feb-2024/1761998

چیلنجز سے جوڑ کر پیش کرے۔ ضلع راجن پور کے طلبہ، جو پہلے ہی تعلیمی سہولیات کی کمی کا شکار ہیں، اس پہلو سے مزید محروم رہ جاتے ہیں۔

مزید یہ کہ نصابِ قرآن میں مقامی ثقافتی و لسانی پہلوؤں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ راجن پور کے زیادہ تر طلبہ سرائیکی یا بلوچی زبان بولنے والے ہیں، جبکہ نصابی کتب صرف اردو یا کبھی کبھار انگریزی میں دستیاب ہوتی ہیں۔ اس لسانی رکاوٹ کی وجہ سے طلبہ قرآن کے مضامین کو پوری طرح نہیں سمجھ پاتے۔

چوتھا پہلو نصاب کی عملی افادیت کا ہے۔ نصاب میں اگرچہ طلبہ کے امتحانات اور جانچ کے لیے چند سوالات و جوابات شامل ہوتے ہیں، مگر یہ زیادہ تر حافظے کی بنیاد پر یاد کرنے تک محدود رہتے ہیں۔ اس طرح قرآنِ حکیم کی تعلیم محض ایک تعلیمی بوجھ بن جاتی ہے، بجائے اس کے کہ یہ طلبہ کی کردار سازی اور دینی شعور کو بڑھائے۔

ان تمام نکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضلع راجن پور میں نصابِ قرآن کی موجودہ ساخت اور مواد طلبہ کے لیے محض ایک رسمی تعلیمی ضرورت پوری کرتا ہے، مگر اس کے حقیقی مقاصد یعنی قرآن فہمی، عملی شعور، اور اخلاقی تربیت ابھی حاصل نہیں ہو پا رہے۔ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ نصاب میں ایسے عملی اور عصری پہلو شامل کیے جائیں جو طلبہ کی زندگی سے براہِ راست تعلق رکھتے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ نصاب کو مقامی زبانوں میں سہل انداز میں فراہم کیا جائے تاکہ طلبہ قرآن کے پیغام کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

اساتذہ کی اہلیت اور تدریسی رویے

کسی بھی تعلیمی نصاب کے کامیاب نفاذ میں اساتذہ کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کی تدریس کے حوالے سے بھی اساتذہ کی تیاری، علمی مہارت اور تربیت کا معیار براہِ راست طلبہ کی دینی فہم اور شعور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ضلع راجن پور کے تعلیمی اداروں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تدریسِ قرآن کے حوالے سے اساتذہ کو کئی طرح کے مسائل کا سامنا ہے، جو اس عمل کی افادیت کو کمزور بنا رہے ہیں۔

پہلا بڑا مسئلہ اساتذہ کی کمی کا ہے۔ راجن پور جیسے پسماندہ ضلع میں اکثر اسکولوں میں تدریسی عملہ ناکافی ہے۔ ایک ہی استاد کو بیک وقت مختلف مضامین پڑھانے کی ذمہ داری دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ قرآنِ حکیم کی تعلیم کو مطلوبہ وقت اور توجہ نہیں دے پاتے۔ اس صورتحال میں نصابِ قرآن رسمی طور پر تو پڑھایا جاتا ہے مگر اس کا مقصد یعنی قرآن کا فہم اور اس پر عمل کرنے کی رہنمائی طلبہ کو فراہم نہیں ہو پاتی۔

دوسرا مسئلہ اساتذہ کی تربیت اور مہارت کا فقدان ہے۔ بہت سے اساتذہ قرآنِ حکیم کی ناظرہ اور تجوید کی تعلیم تو دیتے ہیں مگر ترجمہ، تفسیر اور عملی اطلاق کے حوالے سے ان کے پاس درکار مہارت نہیں ہوتی۔ اس کمی کی وجہ سے طلبہ قرآن کو صرف زبانی طور پر پڑھ پاتے ہیں مگر اس کے پیغام اور عملی رہنمائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ تدریسی وسائل کی کمی ہے۔ اکثر اسکولوں میں نصابی کتب بروقت دستیاب نہیں ہوتیں اور نہ ہی تدریسِ قرآن کے لیے اضافی تعلیمی مواد یا تکنیکی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ جدید تدریسی طریقوں جیسے آڈیو، ویڈیو یا ڈیجیٹل وسائل کی کمی بھی تدریسِ قرآن کے عمل کو محدود کر دیتی ہے۔

چوتھا پہلو اساتذہ کی حوصلہ افزائی اور ان کے لیے مراعات کی کمی ہے۔ اکثر اساتذہ کو قرآنِ حکیم کی تدریس کے لیے اضافی محنت کرنا پڑتی ہے مگر انہیں اس محنت کا کوئی علیحدہ انعام یا اعتراف نہیں دیا جاتا۔ نتیجتاً وہ اس ذمہ داری کو ایک بوجھ سمجھنے لگتے ہیں بجائے اس کے کہ اسے ایک اہم دینی و تعلیمی فریضہ تصور کریں۔

مزید یہ کہ راجن پور جیسے ضلع میں تعلیمی ادارے زیادہ تر دیہی اور دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان علاقوں میں اساتذہ کو تعینات کرنا اور وہاں مسلسل حاضری یقینی بنانا ایک بڑا چیلنج ہے۔ آمد و رفت کے مسائل، سہولیات کی کمی اور سکیورٹی کے خدشات بھی اساتذہ کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔

اساتذہ کے پیشہ ورانہ تربیتی پروگرامز کی عدم دستیابی بھی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ قرآنِ حکیم کی تدریس کے لیے جدید اور مؤثر طریقہ کار سکھانے کے لیے ورکشاپس اور کورسز کی اشد ضرورت ہے، مگر راجن پور جیسے اضلاع میں ایسے پروگرام نہ ہونے کے برابر ہیں۔

ان مسائل کی موجودگی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم کی تدریس کا عمل اپنی اصل روح کے مطابق آگے نہیں بڑھ رہا۔ اساتذہ کی تیاری اور ان کے مسائل کو حل کیے بغیر تدریسِ قرآن کے مطلوبہ اہداف حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ حکومت اور تعلیمی ادارے خصوصی توجہ دیں، اساتذہ کے لیے تربیتی پروگرامز منعقد کریں، ان کی حوصلہ افزائی کے لیے مراعات فراہم کریں، اور تدریسی وسائل کی فراہمی یقینی بنائیں۔

طلبہ کا رجحان اور فہمِ قرآن کی سطح

کسی بھی تعلیمی عمل کی کامیابی طلبہ کی دلچسپی اور رجحان کے بغیر ممکن نہیں۔ قرآنِ حکیم کی تدریس میں بھی طلبہ کی رغبت ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ ضلع راجن پور جیسے پسماندہ علاقے میں یہ پہلو اور زیادہ اہم ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں تعلیمی ماحول اور سہولیات پہلے ہی محدود ہیں۔[7]

راجن پور کے زیادہ تر طلبہ دیہی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں جہاں مذہبی ماحول غالب ہوتا ہے۔ بچے بچپن سے قرآن کی ناظرہ تعلیم یا مساجد میں بنیادی دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، اسی لیے قرآنِ حکیم کے ساتھ ان کی ابتدائی وابستگی موجود ہوتی ہے۔ تاہم، جب اسکولوں میں قرآن کی تعلیم ترجمے اور فہم کی سطح پر پہنچتی ہے تو اکثر طلبہ کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تدریسِ قرآن زیادہ تر رسمی اور امتحانی نوعیت کی ہو گئی ہے جس کا مقصد صرف نصابی تقاضے پورے کرنا ہے، نہ کہ قرآن کے پیغام کو دلوں میں اتارنا۔

اساتذہ کی تدریسی مہارت بھی طلبہ کی دلچسپی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر استاد قرآن کی تعلیم کو عملی زندگی سے جوڑ کر پرکشش انداز میں پیش کرے تو طلبہ کی توجہ بڑھتی ہے۔ لیکن اگر تدریس صرف رٹنے اور حفظ کرنے تک محدود ہو تو طلبہ اسے ایک بوجھ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی طلبہ قرآن کو صرف ایک لازمی مضمون کے طور پر دیکھتے ہیں، نہ کہ اپنی زندگی کی رہنمائی کے طور پر۔

زبان بھی ایک رکاوٹ ہے۔ راجن پور کے طلبہ زیادہ تر سرائیکی اور بلوچی پس منظر رکھتے ہیں جبکہ نصاب اردو میں پڑھایا جاتا ہے۔ یہ لسانی فرق قرآن فہمی میں دشواری پیدا کرتا ہے اور دلچسپی کو کم کرتا ہے۔ اگر نصاب کو آسان زبان اور مقامی لہجوں کے قریب کیا جائے تو طلبہ زیادہ رغبت کے ساتھ قرآن پڑھ سکیں گے۔

والدین کی بیداری بھی طلبہ کے رجحان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض والدین اپنے بچوں کو صرف ناظرہ قرآن پڑھا دینے کو کافی سمجھتے ہیں، جبکہ کچھ والدین اسکول کے نصاب میں قرآن کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اس رویے کی وجہ سے طلبہ بھی قرآن کی تعلیم کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔

---

[7] ۔مشتاق رضوی، "راجن پور کے تعلیمی مسائل"، روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 21 فروری 2021، [online]، دستیاب: https://www.nawaiwaqt.com.pk/21-Feb-2021/1301394۔

مزید یہ کہ اسکولوں میں سہولیات کی کمی جیسے مناسب کلاس رومز، نصابی کتب کی عدم دستیابی، اور جدید تدریسی ذرائع کا فقدان طلبہ کی دلچسپی کو کمزور کرتا ہے۔ اگر جدید وسائل جیسے آڈیو، ویڈیو یا ڈیجیٹل ذرائع فراہم کیے جائیں تو طلبہ کا رجحان بڑھ سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، یہ کہا جا سکتا ہے کہ طلبہ کے رجحان اور دلچسپی کو بڑھانے کے لیے تدریسِ قرآن کو صرف نصابی تقاضہ بنانے کے بجائے عملی زندگی کے ساتھ جوڑنا ہوگا۔ اگر اساتذہ جدید تدریسی طریقے اپنائیں، والدین بیدار ہوں، اور تعلیمی ادارے سہولیات فراہم کریں تو طلبہ قرآن کو اپنی زندگی کا حقیقی رہنما سمجھ کر پڑھیں گے۔

تدریسِ قرآن کے طریقہ کار اور عملی چیلنجز

تدریسِ قرآن ایک حساس اور اہم عمل ہے جو نہ صرف طلبہ کی دینی تربیت بلکہ ان کی اخلاقی و فکری تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ کسی بھی تعلیمی عمل کی کامیابی تدریسی طریقہ کار پر منحصر ہوتی ہے۔ اگر تدریس مؤثر اور دلچسپ انداز میں ہو تو طلبہ نہ صرف نصاب کو سمجھتے ہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کے لیے بھی آمادہ ہوتے ہیں۔ ضلع راجن پور جیسے پسماندہ علاقے میں تدریسِ قرآن کے طریقہ کار اور عملی چیلنجز کو دیکھنے سے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔[8]

سب سے پہلے طریقہ تدریس کی بات کی جائے تو زیادہ تر اسکولوں میں روایتی انداز اپنایا جاتا ہے۔ یعنی استاد قرآنِ حکیم کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور طلبہ اس کے بعد دہرائی کرتے ہیں۔ بعض اوقات ترجمے کو بھی شامل کیا جاتا ہے مگر یہ زیادہ تر حفظ اور رٹنے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اس انداز میں قرآن کی تعلیم صرف ایک رسمی فریضہ بن کر رہ جاتی ہے اور طلبہ قرآن کے پیغام کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ کار نصاب میں شامل سوال و جواب پر مبنی تدریس ہے، جس میں طلبہ کو آیات یاد کروا کر ان سے امتحانی سوالات حل کروائے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ امتحانی نتائج کے لیے تو کارآمد ہے مگر قرآن فہمی کے اصل مقصد کو پورا نہیں کرتا۔

---

[8] ۔ عمر دراز ننگیانہ، "تعلیمی اداروں میں قرآن کی تعلیم: صوبہ پنجاب کے سکولوں، کالجوں میں قرآن بطور لازمی مضمون کیسے پڑھایا جائے گا؟"، بی بی سی اردو (لاہور)، 3 اگست 2021، [آن لائن] دستیاب https://www.bbc.com/urdu/pakistan-58067201 :

تیسرا پہلو جدید تدریسی وسائل کا فقدان ہے۔ ڈیجیٹل اور آڈیو ویژول ذرائع جیسے کمپیوٹر، پروجیکٹر، یا آن لائن ایپلی کیشنز تدریسِ قرآن کو زیادہ مؤثر بنا سکتے ہیں، لیکن راجن پور کے زیادہ تر اسکولوں میں یہ سہولیات دستیاب نہیں ہیں۔ اس کمی کی وجہ سے طلبہ کی دلچسپی محدود ہو جاتی ہے اور وہ نصاب کو محض بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔

عملی چیلنجز میں سب سے بڑا مسئلہ ماہر اور تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی ہے۔ اکثر اساتذہ قرآن کو محض ناظرہ یا تجوید کی سطح تک پڑھا سکتے ہیں مگر ترجمے اور تفسیری پہلوؤں پر ان کے پاس مطلوبہ علم اور مہارت نہیں ہوتی۔ اس کمی کی وجہ سے طلبہ قرآن کے مضامین کو گہرائی سے سمجھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ایک اور بڑا چیلنج وقت کی کمی ہے۔ اسکولوں کے نصاب میں مختلف مضامین شامل ہوتے ہیں اور اکثر قرآن کی کلاسز کے لیے بہت محدود وقت مختص کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں تدریسِ قرآن سرسری طور پر مکمل کی جاتی ہے اور طلبہ کو گہرائی میں سیکھنے کا موقع نہیں ملتا۔

سہولیات کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کئی اسکولوں میں نصابی کتب بروقت دستیاب نہیں ہوتیں یا ان کی کمیابی تدریسی عمل کو متاثر کرتی ہے۔ اسی طرح مناسب کلاس رومز اور بیٹھنے کی سہولت نہ ہونے کے باعث تدریس کا ماحول غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔

والدین اور طلبہ کے رویے بھی تدریسی عمل پر اثر ڈالتے ہیں۔ بعض والدین قرآن کو صرف ناظرہ پڑھانے کو کافی سمجھتے ہیں اور اسکول میں فہمِ قرآن پر زور نہیں دیتے۔ اس وجہ سے طلبہ بھی اسے ایک لازمی مضمون سمجھتے ہیں نہ کہ زندگی کی رہنمائی کا ذریعہ۔

ان تمام نکات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ضلع راجن پور میں تدریسِ قرآن کے طریقہ کار کو بہتر بنانے اور عملی چیلنجز پر قابو پانے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر جدید تدریسی وسائل متعارف کروائے جائیں، اساتذہ کی تربیت پر توجہ دی جائے، وقت کی تقسیم بہتر کی جائے اور والدین کو بیدار کیا جائے تو قرآن کی تدریس زیادہ مؤثر اور بامقصد بن سکتی ہے۔

تدریسِ قرآن میں ٹیکنالوجی اور جدید ذرائع کا استعمال

موجودہ دور میں تعلیم کے ہر شعبے میں ٹیکنالوجی اور جدید ذرائع کا استعمال نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ تدریسِ قرآن بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جدید ذرائع اور ڈیجیٹل سہولیات نہ صرف تدریس کو دلچسپ بناتے ہیں بلکہ

طلبہ کو قرآنِ حکیم کے پیغام کو بہتر طور پر سمجھنے اور اپنانے میں بھی مدد فراہم کرتے ہیں۔[9] تاہم، ضلع راجن پور جیسے پسماندہ علاقے میں اس پہلو پر عمل درآمد محدود اور ناکافی ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ٹیکنالوجی کے ذریعے تدریسِ قرآن کو کس طرح مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر آڈیو اور ویڈیو لیکچرز طلبہ کو قرآن کی صحیح تلاوت اور تجوید سیکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اسی طرح آن لائن قرآن ایپلی کیشنز اور ویب سائٹس ترجمہ، تفسیر اور مختلف زبانوں میں قرآن فہمی کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ ان ذرائع کے ذریعے طلبہ اپنی رفتار کے مطابق قرآن سیکھ سکتے ہیں، جو روایتی تدریس میں ممکن نہیں ہوتا۔

راجن پور کے پس منظر میں سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ زیادہ تر تعلیمی اداروں میں ٹیکنالوجی تک رسائی نہ ہونے کے برابر ہے۔ کمپیوٹر لیب، پروجیکٹرز، یا انٹرنیٹ سہولت بہت کم اسکولوں میں دستیاب ہے۔ بجلی کی عدم دستیابی اور انٹرنیٹ کی کمزور سہولت بھی اس مسئلے کو مزید بڑھا دیتی ہے۔ نتیجتاً طلبہ جدید ذرائع سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے اور تدریسِ قرآن صرف روایتی انداز تک محدود رہتی ہے۔

ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ اساتذہ جدید ذرائع کے استعمال کی مہارت نہیں رکھتے۔ کئی اساتذہ کمپیوٹر یا ڈیجیٹل ایپلی کیشنز سے واقف ہی نہیں ہیں، جس کی وجہ سے وہ تدریس میں ٹیکنالوجی کو شامل نہیں کر پاتے۔ اگر اساتذہ کو باقاعدہ تربیت دی جائے تو وہ جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے تدریسِ قرآن کو زیادہ مؤثر بنا سکتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کے استعمال کے کئی فائدے ہیں۔ مثلاً، ڈیجیٹل قرآن ایپلی کیشنز سے طلبہ کو قراءت کی درستگی، ترجمہ اور تفسیر کی سہولت بآسانی میسر آتی ہے۔ آن لائن کلاسز یا ویڈیو لیکچرز سے طلبہ گھر بیٹھے قرآن کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح، جدید ذرائع کے ذریعے انٹر ایکٹو (Interactive) کلاسز ممکن ہو جاتی ہیں، جہاں طلبہ سوال جواب کے ذریعے قرآن کے مضامین کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

---

[9] ۔ سیمینار: "سرکاری تعلیمی اداروں میں قرآن مجید کی تعلیم"، (الشریعہ اکادمی کے زیر اہتمام ایک روزہ سیمینار، گوجرانوالہ، 22 مارچ 2012)؛ نیز پنجاب اسمبلی کی قرارداد (8 مارچ 2012) کا حوالہ دیتے ہوئے، الشریعہ اکادمی، دستاویزی مواد، دستیاب:- https://alsharia.org/2012/apr/sarkar-idaray-quran-majeed-taleem-alsharia-academy-seminar

مزید یہ کہ ٹیکنالوجی طلبہ کی دلچسپی بڑھانے میں بھی مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ جب قرآن کی آیات کو تصویری اور ویژول انداز میں پیش کیا جائے تو طلبہ زیادہ توجہ اور رغبت سے سیکھتے ہیں۔ یہ انداز خصوصاً کم عمر طلبہ کے لیے زیادہ مفید ہے جو بصری تعلیم کو بہتر سمجھتے ہیں۔

اگرچہ ضلع راجن پور میں اس حوالے سے مسائل زیادہ ہیں، لیکن مستقبل میں ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دینا ناگزیر ہے۔ حکومت اور نجی ادارے اگر اسکولوں کو جدید سہولیات فراہم کریں اور اساتذہ کی تربیت کریں تو تدریسِ قرآن میں نمایاں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، کم لاگت ڈیجیٹل وسائل جیسے موبائل ایپلی کیشنز یا آف لائن لیکچرز کو بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے تاکہ سہولیات کی کمی کے باوجود طلبہ جدید ذرائع سے مستفید ہو سکیں۔

مجموعی طور پر، یہ کہا جا سکتا ہے کہ تدریسِ قرآن کو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق مؤثر اور دلچسپ بنانے کے لیے ٹیکنالوجی اور جدید ذرائع کا استعمال ناگزیر ہے۔ اگر ضلع راجن پور میں اس پہلو پر توجہ دی جائے تو طلبہ قرآن کو نہ صرف سمجھ سکیں گے بلکہ اپنی عملی زندگی میں اس پر زیادہ بہتر انداز میں عمل بھی کر سکیں گے۔

موجودہ خامیاں، مسائل اور رکاوٹیں

تدریسِ قرآن ایک ایسا شعبہ ہے جو نہ صرف مذہبی تعلیم کا بنیادی حصہ ہے بلکہ طلبہ کی اخلاقی و روحانی تربیت کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ تاہم، ضلع راجن پور جیسے پسماندہ علاقوں میں تدریسِ قرآن کے حوالے سے کئی خامیاں، مسائل اور رکاوٹیں موجود ہیں جو اس کے حقیقی مقاصد کے حصول میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

سب سے پہلی بڑی خامی نصاب کی غیر مؤثریت ہے۔ موجودہ نصاب اکثر یکساں معیار پر مبنی نہیں ہوتا اور نہ ہی طلبہ کی ذہنی سطح اور جدید تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ کئی اداروں میں تدریس صرف رسمِ قرأت یا ترجمہ تک محدود رہتی ہے، جبکہ قرآن کے پیغام کو عصری تقاضوں کے ساتھ جوڑنے پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ اس وجہ سے طلبہ قرآن کو صرف ایک تعلیمی موضوع سمجھتے ہیں، اس کی عملی اہمیت ان کی زندگی میں کم جھلکتی ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ اساتذہ کی اہلیت اور تربیت کا فقدان ہے۔ بہت سے اساتذہ خود تجوید اور قرآن فہمی کے جدید تقاضوں سے مکمل آگاہ نہیں ہوتے۔ مزید یہ کہ تدریسی طریقہ کار بھی روایتی ہے، جو طلبہ کی دلچسپی پیدا کرنے

میں ناکام رہتا ہے۔ اساتذہ کو تربیت دینے کے لیے ورکشاپس اور جدید تدریسی کورسز کی کمی بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

ایک اور نمایاں رکاوٹ تعلیمی اداروں میں سہولیات کی کمی ہے۔ ضلع راجن پور کے زیادہ تر اسکول بنیادی وسائل جیسے کتابیں، جدید تدریسی مواد، کمپیوٹر یا پروجیکٹر جیسی سہولیات سے محروم ہیں۔ بجلی اور انٹرنیٹ کے مسائل اس صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ نتیجتاً تدریسِ قرآن صرف زبانی یا تحریری انداز تک محدود رہ جاتی ہے۔

طلبہ کی دلچسپی میں کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ آج کے دور میں نوجوان زیادہ تر ڈیجیٹل ذرائع اور سوشل میڈیا کی طرف مائل ہیں، جبکہ قرآن کی تدریس عموماً بوریت زدہ اور غیر دلچسپ انداز میں کی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں طلبہ قرآن فہمی میں سنجیدگی نہیں دکھاتے۔

والدین اور کمیونٹی کا غیر فعال کردار بھی اس حوالے سے ایک رکاوٹ ہے۔ والدین اکثر اپنے بچوں کو قرآن پڑھوانے کو صرف ایک تعلیمی ذمہ داری سمجھتے ہیں، جبکہ قرآن کو عملی زندگی سے جوڑنے کی تربیت گھر کے ماحول میں نہیں دی جاتی۔ اسی طرح، مقامی کمیونٹی بھی تدریسِ قرآن کے فروغ میں فعال کردار ادا کرنے سے قاصر ہے۔

مزید برآں، مالی وسائل کی کمی بھی تدریسِ قرآن کے معیار پر اثرانداز ہوتی ہے۔ اکثر اسکول اور مدارس فنڈز کی کمی کے باعث نہ اساتذہ کو بہتر معاوضہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی جدید تدریسی وسائل فراہم کر سکتے ہیں۔ اس صورتحال میں اساتذہ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور طلبہ بھی اعلیٰ معیار کی تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

ان سب مسائل کے ساتھ ساتھ، تعلیمی پالیسی میں تسلسل کی کمی بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً نصاب یا پالیسی میں تبدیلیاں کی جاتی ہیں لیکن ان پر عمل درآمد میں کمزوریاں رہ جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں تدریسِ قرآن کے مقاصد پورے نہیں ہو پاتے۔

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ضلع راجن پور میں تدریسِ قرآن کے موجودہ خامیاں اور مسائل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس شعبے میں فوری اصلاحات کی ضرورت ہے۔ نصاب کی بہتری، اساتذہ کی تربیت، جدید

سہولیات کی فراہمی، والدین کا فعال کردار اور پالیسی میں تسلسل ایسے اقدامات ہیں جو ان رکاوٹوں کو کم کر سکتے ہیں اور تدریسِ قرآن کو مؤثر بنا سکتے ہیں۔[10]

نتائج:

ضلع راجن پور کے تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن کے مطالعے اور تجزیے سے کئی اہم نتائج سامنے آتے ہیں جو اس عمل کی موجودہ صورتِ حال اور اس کے اثرات کو واضح کرتے ہیں:

نصاب کی محدودیت: موجودہ نصاب زیادہ تر قرأت اور ترجمہ تک محدود ہے، جس کے نتیجے میں قرآن کا جامع پیغام طلبہ کی عملی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

اساتذہ کی کمی اور تربیت کا فقدان: زیادہ تر اساتذہ جدید تدریسی مہارتوں اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے ناآشنا ہیں، جس کی وجہ سے طلبہ کی دلچسپی اور فہمِ قرآن میں کمی پائی جاتی ہے۔

وسائل اور سہولیات کی قلت: ضلع راجن پور کے تعلیمی ادارے بنیادی سہولیات جیسے لائبریری، کمپیوٹر لیب اور جدید تدریسی مواد سے محروم ہیں۔ یہ کمی تدریسِ قرآن کے معیار کو براہِ راست متاثر کرتی ہے۔

طلبہ کی دلچسپی میں کمی: تدریسِ قرآن زیادہ تر روایتی اور غیر دلچسپ انداز میں کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے طلبہ قرآن کو ایک لازمی مضمون تو سمجھتے ہیں لیکن عملی رہنمائی کے طور پر اس سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھاتے۔

والدین اور کمیونٹی کا غیر فعال کردار: والدین اور مقامی کمیونٹی طلبہ کی قرآنی تعلیم میں فعال کردار ادا نہیں کرتے، جس کی وجہ سے طلبہ کے لیے گھریلو اور سماجی سطح پر قرآن سے تعلق کمزور رہتا ہے۔

ٹیکنالوجی کا فقدان: جدید ذرائع جیسے آن لائن پلیٹ فارمز، ایپلی کیشنز یا ڈیجیٹل لیکچرز کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے، حالانکہ یہ ذرائع طلبہ کی فہمِ قرآن بڑھانے میں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔

مالی وسائل کی کمی: تعلیمی ادارے فنڈز کی کمی کی وجہ سے نہ بہتر اساتذہ بھرتی کر پاتے ہیں اور نہ ہی جدید سہولیات فراہم کر سکتے ہیں، جس سے معیارِ تعلیم متاثر ہوتا ہے۔

پالیسی اور عمل درآمد میں خلا: حکومت کی جانب سے تدریسِ قرآن کے حوالے سے پالیسی سازی تو کی جاتی ہے مگر اس پر مؤثر اور مربوط عمل درآمد نہیں ہوتا، جس سے تعلیمی ادارے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں کر پاتے۔

---

[10] ۔ "تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن!" ڈیلی پاکستان (آن لائن)، 19 جنوری 2024، دستیاب: https://dailypakistan.com.pk/19-Jan-2024/1670550

اصلاحی تجاویز اور مستقبل کی حکمتِ عملی

1۔ نصاب کی بہتری اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگی

قرآنی نصاب کو صرف تلاوت اور ترجمہ تک محدود رکھنے کے بجائے اس کے اخلاقی، سائنسی اور سماجی پہلوؤں کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ قرآن کو ایک زندہ اور مکمل ضابطۂ حیات سمجھ سکیں۔

2۔ اساتذہ کی تربیت اور پیشہ ورانہ ترقی

اساتذہ کے لیے ریفریشر کورسز، تربیتی ورکشاپس اور جدید تدریسی تکنیکوں پر مشتمل پروگرامز منعقد کیے جائیں۔

3۔ جدید ٹیکنالوجی کا استعمال

آڈیو، ویڈیو لیکچرز، موبائل ایپس اور آف لائن ڈیجیٹل مواد فراہم کیا جائے تاکہ پسماندہ علاقوں میں بھی جدید تدریسی سہولتیں دستیاب ہوں۔

4۔ تعلیمی اداروں میں سہولیات کی فراہمی

کمپیوٹر لیبز، پروجیکٹرز، اور قرآنی کتب و تفاسیر سے مزین لائبریریاں قائم کی جائیں۔

5۔ طلبہ کی دلچسپی پیدا کرنا

انٹرایکٹو تدریسی طریقے اپنائے جائیں، جیسے گروپ ڈسکشن، سوال و جواب، اور قرآنی تحقیقی منصوبے تاکہ طلبہ قرآن کے ساتھ جذباتی و فکری تعلق پیدا کریں۔

6۔ والدین اور کمیونٹی کی شمولیت

والدین کو تدریسِ قرآن میں شریک کیا جائے، والدین و کمیونٹی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے تاکہ گھریلو ماحول بھی قرآن فہمی میں معاون ہو۔

7۔ اساتذہ کے لیے مراعاتی پالیسی

تربیت یافتہ اساتذہ کو خصوصی مراعات، تنخواہوں میں اضافہ اور ترقی کے مواقع دیے جائیں۔

8۔ امتحانی و تشخیصی نظام میں اصلاحات

قرآن کے امتحانات میں محض یادداشت کے بجائے فہم، عملی اطلاق اور اخلاقی پہلوؤں کو شامل کیا جائے۔

9۔ مدارس اور اسکولز کا باہمی تعاون

مدارس اور اسکولوں کے اساتذہ کے درمیان علمی نشستیں اور ورکشاپس ہوں تاکہ تدریسِ قرآن کے تجربات کا تبادلہ ممکن ہو۔

10۔ تحقیق و مطالعہ کے مواقع

طلبہ کو قرآنی تحقیقی مضامین اور پروجیکٹس کرنے کی ترغیب دی جائے تاکہ وہ محض نصابی حد تک نہ رکیں بلکہ تحقیقی صلاحیت بھی پیدا کریں۔

11۔ مالی وسائل کی فراہمی

حکومت، نجی ادارے اور فلاحی تنظیمیں تدریسِ قرآن کے لیے فنڈز مختص کریں تاکہ انفراسٹرکچر اور تربیتی پروگرامز بہتر بن سکیں۔

12۔ عملی و اخلاقی سرگرمیاں

قرآنی تعلیم سے متعلقہ تقریری مقابلے، مضمون نویسی اور کردار سازی کی سرگرمیاں منعقد کی جائیں۔

13۔ مقامی زبانوں میں قرآن فہمی

راجن پور جیسے علاقوں میں جہاں اردو سب کی مادری زبان نہیں، وہاں مقامی زبان (سرائیکی وغیرہ) میں قرآن فہمی کو فروغ دیا جائے تاکہ طلبہ آسانی سے سمجھ سکیں۔

14۔ خواتین اساتذہ کی شمولیت

خواتین اساتذہ کو تدریسِ قرآن میں شامل کیا جائے تاکہ طالبات بھی زیادہ اعتماد اور بہتر ماحول میں قرآنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

15۔ حکومتی نگرانی اور مانیٹرنگ

حکومتی ادارے تدریسِ قرآن کے نظام کی باقاعدہ نگرانی کریں، اسکولوں میں اساتذہ کی حاضری اور نصاب کے نفاذ کو یقینی بنائیں۔

16۔ بین الاقوامی ماڈلز سے استفادہ

دیگر مسلم ممالک (جیسے ملائیشیا، سعودی عرب) کے کامیاب تعلیمی ماڈلز کا مطالعہ کر کے ان کے تجربات کو مقامی سطح پر اپنایا جائے۔

دیگر متعلقہ کتب ورسائل اور مقالہ جات کی تفصیل

1۔ "تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن کے لوازمات"

یہ مضمون نوائے وقت اخبار میں 2 فروری 2024 کو شائع ہوا۔ اس میں پنجاب اسمبلی کے 2018 میں پاس کردہ لازمی تدریسِ قرآن ایکٹ اور اس کے نفاذ میں درپیش چیلنجز پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

2۔ "دینی وعصری درسگاہیں: تعلیمی مسائل"

یہ کتاب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے، جسے مولانا محمد عمر عابدین قاسمی مدنی نے مرتب کیا ہے۔ اس میں دینی اور عصری تعلیمی اداروں کے نصاب، نظام اور تدریسِ قرآن سے متعلق مسائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

3۔ "مدارس کے نصابِ تعلیم میں قرآن کریم کا مقام اور اس کا منہج تدریس"

یہ کتاب 2005 میں صفا شریعت کالج (انڈیا) کے زیرِ اہتمام منعقدہ سیمینار میں پیش کیے گئے 32 مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس میں مختلف مکاتبِ فکر کے مدارس میں قرآن کی تدریس کے طریقوں اور نصاب پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

4۔ "تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن"

یہ مضمون ڈیلی پاکستان اخبار میں 19 جنوری 2024 کو شائع ہوا۔ اس میں پنجاب کے تعلیمی اداروں میں قرآن مجید کی تدریس کے لیے درکار وسائل، حکومتی اقدامات اور درپیش مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

5۔ "تدریسِ قرآن حکیم کا مروجہ اسلوب: روایتی وغیر روایتی دینی اداروں کا تقابلی جائزہ"

یہ مقالہ مختلف دینی اداروں میں قرآن کی تدریس کے طریقوں کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس میں روایتی اور غیر روایتی اداروں کے نصاب، تدریسی طریقوں اور ان کے معاشرتی اثرات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

6۔ "دینی مدارس میں تدریسِ حدیث"

یہ مضمون زندگی نو ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس میں دینی مدارس میں حدیث کی تدریس کے نصاب، طریقہ کار اور اس میں درپیش چیلنجز پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے، جو تدریسِ قرآن کے مسائل سے بھی متعلق ہو سکتی ہے۔

7۔ "حفظِ قرآن اور تجوید و قراءت کا جدید تعلیمی منہج"

یہ مضمون محدث میگزین میں شائع ہوا ہے۔ اس میں حفظِ قرآن اور تجوید کی تدریس کے جدید طریقوں اور ان کے نفاذ میں درپیش مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مراجع:

1. "تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن!" ڈیلی پاکستان، 19 جنوری 2024۔ آن لائن۔
2. "تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن کے لوازمات." روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 2 فروری 2024۔ آن لائن۔
3. "تعلیمی اداروں میں قرآن کریم کی تعلیم اور پنجاب اسمبلی کی قرارداد." روزنامہ پاکستان (لاہور)، 29 مارچ 2012۔
4. ننگیانہ، عمر دراز۔ "تعلیمی اداروں میں قرآن کی تعلیم: صوبہ پنجاب کے سکولوں، کالجوں میں قرآن بطور لازمی مضمون کیسے پڑھایا جائے گا؟" بی بی سی اردو (لاہور)، 3 اگست 2021۔
5. رضوی، مشتاق۔ "راجن پور کے تعلیمی مسائل." روزنامہ نوائے وقت (لاہور)، 21 فروری 2021۔ آن لائن۔ ۔
6. شیخ، منظور احمد۔ پاکستان میں قرآنِ کریم کی بطور نصاب تدریس: تجزیاتی و تنقیدی جائزہ۔ پی ایچ ڈی مقالہ، یونیورسٹی آف لاہور، 2018۔ آن لائن۔
7. الشریعہ اکادمی. "سیمینار: سرکاری تعلیمی اداروں میں قرآن مجید کی تعلیم" (گوجرانوالہ، 22 مارچ 2012)۔ الشریعہ اکادمی، 2012۔ آن لائن۔

Weblink:

https://dailypakistan.com.pk/19-Jan-2024/1670550

https://www.nawaiwaqt.com.pk/02-Feb-2024/1761998

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-58067201

https://www.nawaiwaqt.com.pk/21-Feb-2021/1301394

https://thesis.asianindexing.com/thesis.php?ari_

https://alsharia.org/2012/apr/sarkar-idaray-quran-majeed-taleem-alsharia-academy-seminar